CHILDREN'S BOOK TRUST
NEW DELHI
بھکاری راجا

بھکاری راجا

مصنف : کے۔ شیو کمار
مترجم : کلیم اللہ

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان
چلڈرن بک ٹرسٹ

بہت پہلے کی بات ہے کہ ایک راجا تھا۔ جس کا نام انوپ سنگھ تھا۔ اس کی سلطنت انوپ نگر کہلاتی تھی۔

راجا انوپ سنگھ بہت دولت مند تھا۔ اس کے پاس بہت سے محلات اور نوکر تھے۔ وہ بہت ہی بہادر تھا۔ اس کے پاس بہت بڑی فوج تھی۔ وہ اکثر اپنے پڑوسیوں سے لڑتا رہتا اور اپنی سلطنت کی توسیع کرتا رہتا تھا۔

راجا شکار کا شوقین تھا۔ شکار اس کا من پسند کھیل تھا۔ ایک دن اس نے شکار پر جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگل کے لیے روانہ ہو گیا جہاں اسے کافی شکار مل جانے کی امید تھی۔ جنگل بہت دور تھا۔ وہ اچھے اور دم خم والے گھوڑوں پر سوار تھے۔

وہ اس وقت جنگل پہنچے جب کافی دن چڑھ آیا تھا۔ کئی گھنٹوں تک وہ گھوڑوں پر سوار جنگل میں چلتے رہے لیکن انھیں کوئی شکار نہ ملا۔ آخر کار ان کی نظر ایک ہرن پر پڑی۔ راجا نے اپنا گھوڑا ہرن کے پیچھے ڈال دیا۔ ہرن بہت تیز دوڑ رہا تھا اور راجا اسی کا پیچھا کر رہا تھا۔ یہ تعاقب کافی لمبا رہا۔ آخر کار ہرن بچ نکلا۔

راجا انوپ سنگھ مایوس ہوگیا۔ وہ تھک گیا تھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ جانا چاہتا تھا۔ لیکن وہ بہت پیچھے چھوٹ گئے تھے۔ راجا اپنا راستہ بھول چکا تھا۔ اس نے گلا پھاڑ پھاڑ کر اپنے ساتھیوں کو پکارا لیکن اسے کوئی جواب نہ ملا۔ راجا راستے کی تلاش میں دیر تک جنگل میں مارا مارا پھرتا رہا۔ دن تقریباً ختم ہو چکا تھا اور اندھیرا بڑھ رہا تھا۔ راجا پریشان تھا وہ رات ہونے سے پہلے پہلے جنگل سے باہر نکل جانا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے گھوڑے کو ایک سیدھے راستے پر ڈال دیا اور چلتا رہا۔

رات تو ہو ہی چکی تھی اور چاند
بھی نمودار نہیں ہوا تھا۔ راجا کو
کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ اسے
امید تھی کہ گھوڑا اسے جنگل سے
باہر لے ہی آئے گا۔ گھوڑا چلتا
ہی گیا اور بڑی دیر کے بعد راجا
جنگل سے باہر آیا۔

راجا نے چاروں طرف دیکھا۔
آس پاس کوئی گاؤں نظر نہ آیا۔
آسمان کالے بادلوں سے گھرا
تھا اور جلد ہی بارش ہونے لگی۔

راجا نے سوچا کہ اس کے لیے اسی رات اپنے محل کو واپس ہونا بہت مشکل ہے۔ اس لیے اس نے کسی گاؤں میں پناہ لینے کی سوچی۔ اس وقت وہ کہاں تھا اسے معلوم نہ تھا۔ تاہم اس کا گھوڑا آگے بڑھتا ہی رہا۔

آخر کار راجا نے ایک روشنی دیکھی۔ وہ خوش تھا اور روشنی کی طرف چل پڑا۔ یہ ایک گاؤں تھا۔ راجا پہلے گھر پر رُکا اور دروازے پر دستک دی۔

''کون ہے؟'' اندر سے آواز آئی۔ ''ایک مسافر جو رات بھر کے لیے پناہ چاہ رہا ہے'' راجا نے کہا۔ یہ ایک کسان کا گھر تھا۔

کسان کی بیوی نے دروازہ کھولا اور راجا کو اندر آنے کے لیے کہا۔

کسان نے بڑے احترام سے مہمان کا استقبال کیا اور کہنے لگا ''یہ آپ کا گھر ہے۔ آپ آرام سے رہیے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے یہاں کبھی کبھی مہمان آتے ہیں''۔

راجا نے انھیں نہیں بتایا کہ وہ کون ہے۔ اس نے کہا کہ وہ ایک شاہی ہرکارہ ہے جو لمبے سفر کے بعد شہر واپس جا رہا ہے۔ بارش اور اندھیرے کی وجہ سے وہ آگے نہیں جا سکا۔ کسان نے کہا ''مہمان ہمیشہ مہمان ہی ہے چاہے وہ ایک ہرکارہ ہو یا راجا۔ ہم اپنے مہمان کی ہر ممکن خدمت کریں گے''۔

کسان کچھ کپڑے لایا اور اسے مسافر کو بدلنے کے لیے دیا اور کہا ''اپنے بھیگے ہوئے کپڑے اُتار دیجیے اور کچھ آرام کیجیے۔ میری بیوی کھانا پکائے گی اور میں جا کر کے آپ کے گھوڑے کی دیکھ ریکھ کروں گا؟

کسان کی بیوی نے کھانا تیار کیا۔ کھانا سادہ تھا مگر راجا نے بھوکا ہونے کی وجہ سے خوب سیر ہو کر کھایا۔ کسان نے مہمان کے لیے بستر لگا دیا اور راجا لیٹتے ہی گہری نیند سو گیا۔

دوسرے دن راجا بہت سویرے جاگ اُٹھا۔ لیکن کسان اور اس کی بیوی راجا سے پہلے ہی جاگ اٹھے تھے اور وہ مہمان کے لیے دودھ اور پھلوں کا ناشتہ تیار کر چکے تھے۔

راجا استقبال سے بہت خوش تھا جو اسے کسان کے گھر ملا تھا۔ اس نے کسان اور اس کی بیوی کا جو کچھ ان دونوں نے کیا تھا، اس کے لیے شکریہ ادا کیا۔ اس نے اپنی جیب سے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا اور اس پر کچھ لکھ کر کسان کے حوالے کیا اور کہا "اگر تم کبھی بھی کسی مصیبت یا ضرورت میں ہو تو شہر آ جانا اور یہ پُرزہ وہاں کسی کو بھی دکھا دینا۔ تم جو بھی مدد چاہو گے، تمھیں مل جائے گی"۔
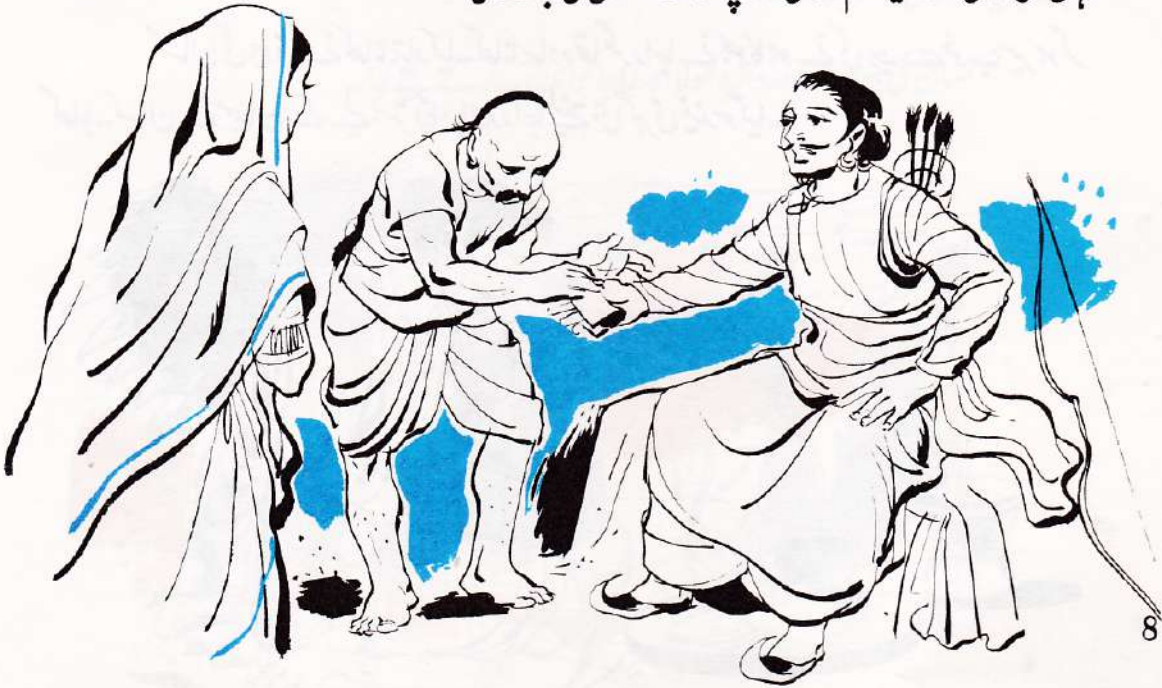
تب راجا ان سے اجازت لے کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور چل دیا۔ کسان حیرانی سے راجا کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور کاغذ کے چھوٹے ٹکڑے کو گرا دیا۔ لیکن اس کی بیوی نے اسے اُٹھا لیا اور حفاظت سے صندوق میں رکھ دیا۔

کئی برس گذر گئے۔ کسان اور اس کی بیوی چین سے زندگی بسر کرتے رہے۔ ہر برس کافی بارش ہو جاتی تھی فصلیں ہمیشہ اچھی رہیں اور وہ آسودہ سے آسودہ تر ہوتے گئے۔

پھر خشک سالی آئی۔ ہرے بھرے کھیت سوکھ کر کانٹا ہو گئے۔ قحط پڑا۔ لوگ بھوک سے مرنے لگے، جانور دم توڑنے لگے اور سارا گاؤں اجاڑ کے قریب تھا۔

تب کسان کی بیوی نے کاغذ کے چھوٹے ٹکڑے کو یاد کیا جسے اس نے اپنے صندوق میں رکھا تھا۔ اس نے اپنے شوہر کو اس کی یاد دلائی۔ کسان باہر جانے اور امداد حاصل کرنے سے خوش نہیں تھا۔ لیکن سارا گاؤں بھک مری کا شکار تھا اس لیے اس نے شہر جانے اور اپنی قسمت آزمانے کا فیصلہ کیا۔

دوسرے روز صبح سویرے کسان نے پُرزہ
لیا اور شہر کے لیے روانہ ہوگیا۔ اسے شہر پہنچنے کے لیے
کوسوں پیدل چلنا پڑا۔ وہ بہت تھک گیا تھا۔ وہ ایک
پیڑ کے نیچے آرام کرنے کے لیے بیٹھ گیا اور جلد ہی
گہری نیند سو گیا۔

کسی کی چیخ نے اسے نیند سے جگایا۔ اس نے آنکھیں اوپر اٹھائیں اور اپنے سامنے ایک پولس
والے کو دیکھا۔ پولس والے نے اسے وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔ کسان نے کاغذ کا ٹکڑا نکالا اور اسے
پولس کو دکھایا۔

پولس نے پُرزہ کو پڑھا اور فوراً جھک کر سلام کیا۔ اس نے کسان سے کو اپنے پیچھے آنے کی درخواست کی۔ وہ کسان کو شاہی محل کے دروازے تک لے گیا اور محافظ کے کان میں کچھ پھسپھُسایا۔ محافظ تب اسے عالیشان دالان میں لے گیا اور اسے ایک آفیسر کے سپرد کیا۔ آفیسر اسے سنگ مرمر کے خوب صورت مندر میں لے گیا۔ مندر کے دروازے پر آفیسر نے کسان کو اندر سیدھے چلے جانے کو کہا جہاں راجا موجود تھا جس کا لکھا ہوا پُرزہ کسان کے اپنے ہاتھ میں تھا۔

کسان یہ جان کر حیران ہوا کہ وہ راجا ہی تھا جس نے اس کے یہاں بحیثیت مہمان قیام کیا تھا۔ راجا مندر کے اندر تھا۔ راجا نے اسے نہیں دیکھا۔ وہ پوجا کر رہے تھے۔

''اے بھگوان!'' راجا نے کہا ''جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس کے لیے میں تیرا شکر گزار ہوں۔ لیکن میں اور زیادہ چاہتا ہوں۔ میں تم سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ مجھے زیادہ سے زیادہ دے۔ مجھے سبھی کچھ دے دے اور مجھ پر بخشش کر''۔

کسان نے راجا کی منت وسماجت کو سنا۔ وہ اور زیادہ انتظار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ واپس مڑا اور مندر سے اور پھر شاندار محل کے دالان سے جلدی جلدی چلتا ہوا باہر نکل آیا۔ محل کے دروازے پر اس نے کاغذ کا ٹکڑا بھی پھینک دیا اور لمبے راستے کو طے کر کے گھر واپس پہنچ گیا۔

محافظ نے دروازے کے قریب پڑے ہوئے پُرزے کو دیکھا۔ وہ اسے راجا کے پاس لے گیا۔ ''وہ کہاں ہے؟'' راجا نے دریافت کیا۔ ''فوراً اسے یہاں اندر لایا جائے''۔ لیکن کسان تو جا چکا تھا اور وہ کہیں نہیں ملا۔ راجا غصہ میں تھا۔ اس نے کسان کو واپس بھیجنے کے لیے محل میں اپنے نوکروں کو قصوروار ٹھہرایا۔ اس نے خود کسان کے گھر جانے اور وہ کیا چاہتا تھا اس کو معلوم کرنے کا فیصلہ کیا۔

راجا لشکریوں کی بھاری تعداد لے کر کسان کے گاؤں کی طرف چل پڑا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو آدھی رات تھی۔ گاؤں میں کہیں روشنی نہیں تھی اور کسان کا گھر ڈھونڈنے میں راجا کے ساتھیوں کو وقت لگا۔

آخر کار راجا نے کسان اور اس کی بیوی کو پالیا۔ اس نے کسان سے دریافت کیا کہ وہ اس سے ملے بغیر ہی کیوں واپس چلا آیا تھا۔

کسان نے کہا "میں آپ سے امداد مانگنے کے لیے حاضر ہوا تھا۔ میں نے آپ کو مندر میں پرارتھنا کرتے ہوئے دیکھا۔ مندر میں آپ

گھٹنوں کے بل جھکے ہوئے خدا سے اور زیادہ بخشش کی بھیک مانگ رہے تھے۔ تب میں نے سوچا کہ آپ تو مجھ سے بھی بڑے بھکاری ہیں۔ اس لیے میں آپ سے کسی چیز کی امید نہ کر سکا اور واپس چلا آیا"۔

راجا کچھ لمحے ساکت کھڑا سوچتا رہا۔ اچانک اس نے کسان کے پاؤں چھوئے اور معافی مانگی۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا اور نہ صرف کسان اور اس کے خاندان بلکہ ان سبھی دوسرے لوگوں کی جو قحط زدہ تھے، فوری طور پر مدد کرنے کا حکم دیا۔